

224093-ایک مسلمان نے کسی غیر مسلم ملک میں پناہ لینے کے لئے اپنے آپ کو میسانی ظاہر کیا، لیکن اس کا اب بھی عقیدہ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہے

## سوال

میرے بھائی نے کسی غیر مسلم ملک میں پناہ لینے کی درخواست دی تھی، اور اس ملک میں پناہ گزین بننے کے لئے ضروری تھا کہ وہ عیسائیت قبول کرے، اس کی وجہ سے اس کی بیوی کے ساتھ مسائل کھڑے ہو گئے، سرال والوں نے بھی اس سے قطع تعلقی کر لی، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس کا نکاح باقی ہی نہیں رہا، کیونکہ اس نے اپنادین بدلا یا ہے۔ لیکن دوسرا جانب میرے بھائی کا کہنا ہے کہ وہ اب بھی مسلمان ہے، اس نے یہ اقدام صرف اس لیے کیا ہے کہ اپنے بچوں کی مالی مدد کر سکے، میرے بھائی کی ایک بیوی اور پانچ سالہ بیٹی ہے، وہ یہ چاہتا ہے کہ مالی حالت اچھی ہو جائے تو انہیں بھی اپنے ساتھ وہاں پر بلائے، لیکن وہ اپنی بیوی اور ساس سسر کو اپنے اس اقدام پر اعتماد میں نہیں لے سکا اور انہیں یہ نہیں سمجھا سکا کہ ان کا نکاح ابھی بھی باقی ہے۔ تو اس بارے میں کتاب و سنت کی روشنی میں آپ کی کیا نصیحت ہے؟

## جواب کا خلاصہ

جس شخص نے بھی پورے اختیار کے ساتھ اور عمداً کلمہ کفر صراحت کے ساتھ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا، اس میں سے صرف مجبور شخص کو استثنा حاصل ہے، وہ کافر نہیں ہو گا، دولت حاصل کرنے کے لئے جو شخص کلمہ کفر بولے تو وہ مجبور لوگوں میں شامل نہیں ہے۔  
مرتد شخص اگر دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے اور اس کی مدخولہ بیوی اپنی عدت میں ہی ہو تو وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے، لیکن وہ عدت گزرنے کے بعد اسلام میں دوبارہ داخل ہوا تو تھاط طریقہ کاری ہی ہے کہ وہ نیانکاح کر کے اسے اپنے عقد میں لے۔

## پسندیدہ جواب

فرمان باری تعالیٰ ہے :

**(مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَنِ إِيمَانٍ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَلَكُنَّ مَنْ شَرَحَ بِالنُّفُرِ صَدَرًا فَقَرِيبُمْ خَصْبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَكُنْ حَذَابٌ عَظِيمٌ).**

ترجمہ : جس شخص نے ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کیا، الایہ کہ وہ مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو [تو یہ معاف ہے] مگر جس نے کھلے دل سے کفر قبول کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا خصب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے [الخلیل: 106]

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتے ہیں :

"یہ آیت جنم بن صفوان اور اس کے پیر و کاروں کے موقف کو غلط فرار دیتی ہے؛ کیونکہ اس آیت کی رو سے جس نے بھی کلمہ کفر کما اسے وعیدی کافروں میں شمار کیا گیا ہے، مساوی ایسے شخص کے جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔

اگر اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا جائے کہ : اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمادیا ہے کہ :

**(وَلَكُنْ مَنْ شَرَحَ بِالنُّفُرِ صَدَرًا).** [یعنی جس نے شرح صدر کے ساتھ کفر کیا تو وہ کافر ہے] تو اس کے جواب میں کہا جائے گا : آیت کا یہ حصہ بھی پہلے حصے کے عین مطابق ہے؛ امّا اگر کوئی شخص جس کے بغیر ہی کفر کرے تو اس نے کھلے دل سے کفر کا ارتکاب کیا۔ [اس کا یہ مطلب نہ یا جائے تو] وگرنہ آیت کا اول اور آخری حصہ آپس میں متناقض ہو جائیں گے۔ اگر بیان

کفر کرنے والے سے مراد وہ شخص ہو جو بلا اکراہ شرح صدر کے ساتھ کھلے دل سے کفر کرے تو محض مجبور شخص کو مستثنی نہیں کی جائے گا، بلکہ پھر عدم شرح صدر کی صورت میں مجبور اور غیر مجبور دونوں کو لازمی طور پر مستثنی قرار دینا ضروری ہو گا۔ تاہم اگر اپنی مرضی سے کوئی شخص کلمہ کفر کتا ہے تو یہ کھلے دل سے کفر یہ کلمہ کتنا ہے جو کہ کفر ہے۔

اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے:

۱۔ ﴿بَلَّغَنَ أَنَّا نَفْعَلُونَ أَنْ شَرَّقَنَ طَيْلِمُ سُورَةً نَّجِيْمَ بِإِنَّمَا فِي تَغْوِيْمِ قُلِ اسْتَهِنْزُ لَوْلَانَ اللَّهُ مُغْرِّبُ نَّاجِزَرُوْنَ (64) وَلَيْنَ سَأَنْعَمْ يَقْوُمُنَ إِنَّمَا كُلُّ نَّجُوشَ وَنَّجْبَ قُلْنَ أَبِاللَّهِ وَآبَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُلُّنَمْ تَشَهِّدُوْنَ (65)﴾  
۲۔ ﴿تَقْنِيْزُ وَاهْكَمْ كَفْرَمْ بَعْدَ ايمَانَمْ إِنْ نَفْعَ عَنْ طَائِيْهِ مَنْعِمْ نَفْعَبَ طَارِيْهِ بِإِنَّمَمْ كَأَوْلَمْ بَيْنَمْ﴾۔

ترجمہ: منافقوں کو ہر وقت اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورت اترے جوان کے دلوں کی باتیں انہیں بتلادے۔ کہہ دیجئے کہ مذاق اڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس کا تمہیں خدشہ ہے۔ [64] اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف شغل کی بات کر رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں [65] تم بانے نہ بناو یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگر بھی کر لیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے [التوہہ: 64-66]

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے بتلادیا کہ ان منافقین نے ایمان لانے کے بعد اپنی کبھی ہوئی باتوں کی وجہ سے کفر کریا؛ حالانکہ منافقین کا کتنا تھا کہ: "ہم نے کفر کیا اپنے کفر کا نظریہ رکھے بغیر کہی ہیں، ہم تو صرف شغل کی بات کر رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔" اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے مذاق کرنا بھی کفر ہے؛ [کیونکہ] کفر کا حکم اسی پر لگے گا جو کفر کی بات کو شرح صدر کے ساتھ کئے، اگر منافق کے دل میں ایمان ہوتا تو اس کا ایمان اسے ایسی بات کرنے سے لازمی روکتا۔" مأخذ از: "مجموع الفتاوی" (7/220)، مزید میکھیں: "الصaram المسول" صفحہ نمبر: (524)

امدابو شخص بھی جان بوجھ کر اپنی مکمل مرضی سے واضح طور پر کفر کرے تو وہ کافر ہو جائے گا، چاہے اس کا یہ کفر دنیاوی مفادات کے حصول کے لئے ہو، اس دنیا کی خاطر ہی لوگوں سے کفریہ عمل زیادہ ہوتا ہے، تاہم اس سے ایسے شخص کو مستثنی قرار دیا جائے گا جسے واقعی مجبور کیا گیا ہواں کے لئے مجبور کرنے کی شرائط کو بھی مد نظر رکھا جائے گا۔

جیسے کہ امام قرطبی رحمہ اللہ کستے میں:

"اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کو کفر پر اتنا مجبور کیا جائے کے اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو جائے اور وہ اس طرح کفر کرے کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔" ختم شد  
ماخذ از: "الجامع لأحكام القرآن" (12/435)

لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جبرا اور زبردستی کی حد کیا ہے؟

تو جبرا کی حد بندی کے متعلق اہل علم کے مختلف اقوال میں، تاہم سب کے سب اجمانی طور پر اس چیز میں مشترک ہیں کہ انسان کو حقیقی معنوں میں قتل یا کسی عضو کو تلف کرنے کی دھمکی دی جائے، یا عورت کو زنا کی دھمکی ملے یا مرد کو لواطت کی یا اس طرح کی سنگین قسم کی دھمکی دی جائے۔

جیسے کہ موسوعہ فقیہہ کوئیہ (6/101-102) میں جبرا اور زبردستی واقع ہونے کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:  
"قتل یا کسی عضو کو تلف کرنے کی دھمکی دی جائے، چاہے اس میں عضو باقی رہے لیکن اس کی کارکردگی جاتی رہے مثلاً: میانی سلب کر لی جائے، یا ہاتھ سے پکڑنے اور پاؤں سے چلنے کی صلاحیت باقی نہ رہے لیکن ہاتھ اور پاؤں باقی رہیں، یا کوئی ایسا نقصان کرنے کی دھمکی ملے جس کا غم دانی ہو، مثلاً: عورت کو زنا کی دھمکی دینا اور مرد کو لواطت کی دھمکی دینا۔"

جبکہ بھوکے رکھنے کی دھمکی دونوں طرح کی ہو سکتی ہے، شرعی طور پر جبرا اور زبردستی اسی وقت منظور ہو گی جب بھوک انسان کو مرنے کے قریب کر دے۔۔۔ "ختم شد

جبکہ اپنی حالت اچھی کرنے کے لئے صراحت کے ساتھ کفر کرنا تو بالکل بھجي جبرا اور زبردستی میں شامل نہیں ہو گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کستے میں: "میں نے [خلبی] مذہب میں غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ زبردستی اور جر کی نوعیت مجرور شخص کے اعتبار سے الگ الگ ہوتی ہے: لہذا کلمہ کفر کرنے کے لئے کیے جانے والے معتبر جر کا حکم وہ نہیں ہے جو تحفہ دینے یا کسی ایسے ہی کام پر کیے جانے والے جر کا ہے۔ امام احمد نے کئی جگہوں پر صراحت کے ساتھ واضح کیا ہے کہ کفر کرنے کے لئے کیا جانے والا معتبر جر مارنے یا قیدی کرنے جیسی سخت سزا سے ہی ہو گا، مخفی زبانی باقوں سے معتبر جر واقع نہیں ہوتا" ختم شد  
مانحوزاًز: "المستدرک علی مجموع الفتاویٰ" (5/8)، اسی طرح دیکھس: "مجموع الفتاویٰ" (1/372-373)

معتبر جرکی شرائط میں یہ بھی شامل ہے کہ : مجبور آدمی جابر شخص کے تسلط سے بجا گئے اور نکلنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، چنانچہ اگر اس کے اندر جابر شخص کے تسلط سے بجا گئے کی صلاحیت تھی لیکن وہ نہیں بجا گا، بلکہ وہیں پڑھ کر ہاتھی کر اسے مجبور ہو کر کفریہ عمل کرنا پڑا تو وہ شرعی طور پر مجبور آدمی نہیں ہے۔ جب معاملہ ایسا ہے تو اس آدمی کا کیا حکم ہو گا جو بہ ذات خود ایسی جگہ پر جا رہا ہے جہاں اسے اپنے دین کی وجہ سے آزمائش میں منتلا ہونا پڑے گا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

·إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ فَالْأَعْلَىٰ أَنْ يُقْرَئُوهُمْ كُلَّ شَيْءٍ قَالُوا إِنَّمَا مُسْتَعْذِفُونَ فِي الْأَرْضِ مَا تَرَكُوا وَلَا يَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً مُغْشَيَّةً بِرِزْقِهِ فَإِنَّا قَاتِلُوكُمْ بِمَا وَلَيْكُمْ وَسَاءَتْ مَهْمَمُكُمْ إِلَّا أَنْ يُسْتَعْذِفُونَ مِنْ الرِّبْعَيْلِ وَالْقَسَامِ وَالْأَعْدَانِ لَا يُسْتَطِعُونَ حِيلَةً وَلَا يَسْتَدِونَ سُكْلَيَا (98) قَاتِلُوكُمْ عَسْكُرٌ اللَّهِ أَنْ يَغْنِي عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَنْهُمْ غَافِرًا.

ترجمہ: جو لوگ اپنی جانوں پر علم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم بھرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پسخپنگی بری جگہ ہے۔ [97] مگر جو مرد، عورتیں اور بچے فی الواقع کمزور اور بے بس ہیں اور وہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر اور راہ نہیں پاتے [98] امید ہے کہ اللہ اپنے لوگوں کو معاف فرمادے کیونکہ اللہ بِامعاف کرنے والا اور بخش دینے والا ہے [النساء: 97-99]

اس آیت کی تفسیر می شوخ سعدی رحمہ اللہ اپنی تفسیر: صفحہ: 195 میں کہتے ہیں:

اس آیت کریمہ میں اس شخص کے لئے سخت و عید آئی جو بھرت کی قدرت رکھنے کے باوجود بھرت نہیں کرتا اور دارالکھبزی میں مر جاتا ہے۔ کیونکہ جب فرشتے اس کی روح قبض کریں گے تو اس کو سخت زبرد توزیع کرتے ہوئے کہیں گے۔ (فُلْثَمْ) یعنی: تم کس حال میں تھے؟ [النساء: 97] اور کیسے تم نے اپنے تشخیص کو مشترکیں کے درمیان ممتاز رکھا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم ان کی تعداد میں اضافے کا باعث بنے اور بسا اوقات اہل ایمان کے خلاف تم نے کفار کی مدد کی، تم خیر کثیر، اللہ کے رسول کی معیت میں جہاد، مسلمانوں کی رفاقت اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی معاونت کی سعادت سے محروم رہے۔

بـ). قالوا أكـا مـسـتـصـعـضـينـ فـيـ الـأـرـضـ بـ).

وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے [النساء: 97] وہ کہیں گے کہ ہم کمزور، مجبور اور مظلوم تھے اور بھرت کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ حالانکہ وہ اپنے اس قول میں سچے نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زجر و توبیخ کی ہے اور ان کو عیدِ سعائی ہے اور اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقی مستغفیین لیعنی کمزور لوگوں کو مستثنی قرار دیا ہے اس لئے فرشتے ان سے کہاں گے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا اللہ کی زمین وسیع و فراخ نہ تھی کہ تم اس میں بھرت کر کے چلے جاتے؟ [الناء: 97] یہ استفهام تقریری ہے یعنی ہر ایک کے ہاں یہ چیز مسلم ہے کہ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ بنده مومن جہاں کمیں بھی ہو اگر وہاں اپنے دین کا اظہار نہیں کر سکتا تو زمین اس کے لئے بہت وسیع ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے۔ "ختم شد

تو اس شخص کو چاہیے کہ اس سنگین نواعت کے جرم سے توبہ کرے، اور اس قسم کے تمام اقدامات سے بازآ جائے۔

اور آپ اسے یہ بتالئیں کہ اللہ کی نعمتیں ناگرفانی اور کفر کر کے حاصل نہیں ہوتیں، بلکہ ہمہ قسم کی نعمتیں تقویٰ الہی اپنائے سے حاصل ہوتی ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے :

..وَمَن يُشَيِّعَ مَسْجِلَةً مَغْرِبًا (2) وَيَرْزُقُهُ مَنْ حَيْثُ لَا يَكُنْ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَوْحَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بِأَعْلَمْ وَمَنْ يَهْجُلُ اللَّهَ إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ هُوَ قَرَارًا).

ترجمہ: اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی کوئی راہ پیدا کر دے گا۔ [2] اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں اسے وہم و مگان بھی نہ ہو گا اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ بلاشبہ اللہ نے ہر چیز کا ایک تجھیس لگا رکھا ہے۔ [الطلان: 3:2]

اس آیت کی تفسیر میں شیخ نعیمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر : صفحہ 1026 میں کہتے ہیں :

"پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اپنی ہر حالت میں اس کی رضا کو مقدم رکھتا ہے تو اللہ دنیا و آخرت میں اسے ثواب سے بہرہ مند کرتا ہے، نیز اس کے مجموعی ثواب میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی سختی اور مشقت میں سے اس کے لیے فراغی اور نجات کا راستہ پیدا کرتا ہے جیسے کہ کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے فراغی اور نجات کی راہ نکال دیتا ہے اور جو کوئی اس سے نہیں ڈرتا وہ وجہ تھے اور بیٹیوں میں بھکڑا ہوا پڑا رہتا ہے جن سے گلو خلاصی اور ان کے ضرر سے نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا۔"

<sup>١٠</sup> ماخوذ از: "تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام النبأ" (ص ١٠٢٦)

تو یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ خوش حال زندگی کا راستہ یہ نہیں ہے کہ ماں و دولت بہت زیادہ ہو! بلکہ تقوی، اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس بات کی معرفت خوش حال زندگی کا باعث بنتی ہے کہ انسان کو یقین ہو کہ جو رزق اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے اسے حاصل کیے بغیر موت آہی نہیں سکتی۔

جیسے کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو! اللہ سے ڈرو اور احسن طریقے سے روزی تلاش کرو؛ کیونکہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرتے گا اگرچہ حصول رزق میں تاثیر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو اور احسن طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑو) اس حدیث کو ابن ماجہ: (2144) نے روایت کیا ہے اور ابوالبانی نے صحیح سنن ابن ماجہ: (2/207) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مہتمم شخص کی بیوی جس کے ساتھ ہم بستے ہی امر تبدیل ہونے سے ہلے کر جکا تو اس کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی حالت: مرتد شخص اپنی بیوی کی عدت کے دوران ہی ماتائب ہو جائے، تو ایسی صورت میں وہ نیا نکاح کیے بغیر آپس میں رجوع کر سکتے ہیں، اس موقف کو متعدد اہل علم نے راجح قرار دیا ہے۔

چنانچہ شیخ عبدالعزیز بن بازرحمد اللہ کہتے ہیں :

"دین اسلام کو گالی دینے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے، اسی طرح قرآن کو گالی دینا، ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے سے بھی انسان مرتد ہو جاتا ہے، یہ -نحوہ باللہ- ایمان کے بعد کفر ہے، تاہم کفر طلاق نہیں ہے، مرتد ہونے والے شخص کو اس کی بیوی سے طلاق کے بغیر ہی جدا کر دیا جائے گا، اس لیے ان میں طلاق نہیں ہوگی، بلکہ بیوی مرتد کے لئے اس لیے حرام ہو جائے گی کہ عورت مسلمان ہے اور وہ مرتد ہو کر کافر ہو چکا ہے، مسلمان عورت اس کے لئے اس وقت تک حرام ہے جب تک وہ توبہ نہیں کر لیتا، چنانچہ اگر وہ توبہ کر لے اور بیوی کی عدت ابھی باقی ہو تو بغیر کچھ کی وجہ کر سکتا ہے، یعنی مطلب یہ ہے کہ اگر مرتد تائب ہو جائے تو اس کی بیوی اس کے عقد میں لوٹ آئے گی" ختم شد  
"فتاویٰ نور علی الدرب" ازا بن باز (ص 140) - طیار ایڈیشن -

اسی طرح شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر کوئی شخص - نحوہ باللہ - مرتد ہو جائے تو اس کا نیکاح فتح ہو جائے گا، لیکن اگر وہ عدت مکمل ہونے سے پہلے توبہ کر لے اور اسلام میں دوبارہ داخل ہو جائے تو اس کا نیکاح ابھی باقی ہے۔۔۔" ختم شد

"فتاویٰ نور علی الدرب" ازا بن عثیمین (19/2) مکتبہ شاملہ کی ترقیم کے مطابق

دوسری حالت :

اگر مرتد شخص عدت ختم ہونے کے بعد تائب ہو تو جسور علمائے کرام کہتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع نہیں کر سکتا، البتہ نیکاح کر کے اسے دوبارہ اپنے عقد میں لاستھا ہے۔

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے اور پھر اپنی بیوی کی عدت گزرا جانے کے بعد ہی واپس اسلام میں داخل ہو تو ائمہ ارشد کے ہاں اس کی بیوی بانہ ہو جائے گی۔" ختم شد  
"مجموع الفتاویٰ" (32/190)

اسی طرح شیخ عبدالعزیز بن بازرحمد اللہ کہتے ہیں :

"اگر مرتد شخص عدت گزرنے کے بعد تائب ہوا اور وہ اپنی بیوی سے نیکاح کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نیکاح علمائے کرام کے اختلاف سے بچنے کے لئے زیادہ محتاط طریقہ کار ہو گا، ویسے تو کچھ اہل علم یہ کہتے ہیں کہ نیکاح کیے بغیر ہی دوبارہ اسلام میں داخل ہونے والے شخص کے لئے بیوی حلال ہے، تاہم اس کے لیے شرط یہ ہے کہ بیوی اسے پسند کرے اور عدت گزرنے کے بعد آگے کسی سے شادی بھی نہ کی ہو، وہ ابھی تھابھی ہو۔ لیکن نیکاح کرنے سے انسان جسور اہل علم کے موقف سے تصادم سے نجات جائے گا؛ اس لیے کہ اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں کہ جب عورت کی عدت ختم ہوئی تو عورت اس سے مکمل طور پر الگ ہو گئی، اور وہ عورت اس کے لئے مکمل طور پر ابھی ہے، اب وہ نیکاح کیے بغیر اس کے لئے حلال ہو جی نہیں سکتی۔ لیکن اگر عدت کے دوران توبہ کر لے تو وہ ابھی اس کی بیوی ہی ہے؛ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کا نیکاح باقی رکھا جو اپنی بیویوں سے بعد میں لیکن ان کی عدت ختم ہونے سے پہلے اسلام لائے تھے" ختم شد  
"فتاویٰ نور علی الدرب" ازا بن باز (ص 140) - طیار ایڈیشن -